سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا مشہور و اخبار جس کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا ایک بازو قرار دیا۔

THE ALHAKAM QADIAN

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم

چہ گویم با تو گر آئی بچہار در قادیاں بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

الحکم

قادیان دور جدید

ہفت روزہ

بیا در بزم مستاں تا بہ بینی عالمے دیگر
بہشتے دیگر و ابلیس دیگر آدمے دیگر

چندہ سالانہ
حکومت دوالیان ریاست سے ۱۰ روپیہ
امراء و رؤساء سے ۵ روپیہ
معاونین سے ۳ روپیہ
عوام سے ۲ روپیہ
ممالک غیر سے ۱۲ روپیہ

مدینۃ المسیح
قادیان دارالامان سے
ہر انگریزی ماہ کی ۱۴، ۲۱، ۲۸ تاریخ کو خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ شائع ہوتا ہے

قیمت فی پرچہ دو آنہ

مدیر اعلیٰ
شیخ یعقوب علی تراب احمدی عرفانی

مدیر مسئول
شیخ محمود احمد عرفانی مجاہد مصری

جلد ۳۸ | ۱۴ جمادی الآخر ۱۳۵۳ھ مطابق ۱۴ ستمبر ۱۹۳۵ء یوم شنبہ | نمبر ۳۳

شیخ رشید رضا مصر کے نامور عالم کی وفات

شیخ رشید رضا، جو مصر کے ایک نامور عالم تھے اور عالم اسلامی میں ایک تاریخی شہرت رکھتے تھے۔ ۲۲ راگست کو حرکت قلب بند ہو جانے کی وجہ سے فوت ہو گئے۔

شیخ رشید رضا، علامہ محمد عبدہ شیخ الاسلام مصر کے شاگرد تھے۔ انھوں نے جنگ عظیم سے قبل ایک بین الاسلامی اخوت پیدا کرنے کے لئے ایک مدرسہ بھی قائم کیا تھا۔ جس میں دنیا بھر کے ملکوں سے طالب علم آئے تھے۔ حتیٰ کہ ہندوستان سے بھی بعض طالب علم گئے تھے۔ مگر ایسے واقعات پیدا ہوئے کہ وہ مدرسہ جاری نہ رہ سکا۔ مگر اس مدرسہ نے شیخ رشید رضا کی شہرت کو عالمگیر بنا دیا۔ اُن کا ایک رسالہ تھا جس کا نام المنار تھا۔ المنار بھی تمام ممالک اسلامیہ میں جاتا تھا۔ روس اور چین تک کے مسلمان اسے منگواتے تھے۔

شیخ رشید ہندوستان میں ندوۃ العلماء کے جلسے ۱۹۱۰ء میں بحیثیت صدر بلائے گئے تھے۔ ان کا زبردست استقبال ہوا۔ ندوہ کے طلباء نے اسٹیشن سے لے کر حلبہ کے پنڈال تک ان کی گاڑی کھینچی۔ اور گھوڑے کھولدیئے

اخبار الحکم نے اس تقریب پر ۱۵ نمبر شائع کیا اور شیخ رشید رضا کے نام کھلی چٹھی عربی میں شائع کی۔

شیخ رشید رضا اصل میں سوری الاصل تھے اور آزادی شام کے لئے بہت جدوجہد کرتے رہے اس لئے شام کے لوگ انکو اپنا لیڈر سمجھتے تھے۔

انھوں نے متعدد کتابیں تصنیف کیں اور ایک تفسیر لکھی جو شیخ محمد عبدہٗ کے خیالات کی ترجمانی کرتی تھی۔

شیخ رشید اپنی گوناگوں خوبیوں کے باوجود سلسلہ احمدیہ کے سخت مخالف تھے۔ انھوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں اور آپکے بعد متعدد مضامین احمدیت کے خلاف لکھے۔ وہ احمدیت کی مخالفت میں سخت متعصب تھے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی اپنی بعض کتابوں میں رشید رضا کو مخاطب کیا ہے۔ چنانچہ الھدیٰ میں تو رشید رضا اور المنار کا مفصل ذکر ہے۔

شیخ رشید رضا۔ وفات مسیح کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دلائل کا گرویدہ ہو چکا تھا۔ چنانچہ اس نے اپنی تفسیر میں بھی ان کا تذکرہ کیا تھا۔

الغرض

بلاد اسلامیہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سب سے پہلے اور سب سے بڑھ کر شدید مخالفت کرنے والا مخالف شیخ رشید رضا ۲۲ راگست کو چل بسا۔

اور اس کی موت سے احمدیت کی تاریخ کا ایک اور ورق اُلٹا گیا۔ مجھے شیخ رشید رضا سے متعدد مرتبہ ملنے کا اتفاق ہوا۔ اور میں نے ان کو مختلف مجلسوں میں دیکھا۔ ان کو احمدیت کی دشمنی پر ناز تھا مگر میں نے ان کی اس دلی سراسیمگی کو نہایت حیرانی سے دیکھا۔ جس دن مولانا اللہ دتا صاحب جالندھری نے اپنی گرفت میں لیا۔ وہ اس حد تک پریشان ہوئے کہ وہ اپنی قدیم متانت سے نیچے اتر آئے۔ سلسلہ کے بہت سے لوگ رشید رضا کی شخصیت کے متعلق کچھ نہیں جانتے۔ اسلئے میں نے ذرا وضاحت سے ان کے حالات لکھدیئے ہیں۔

موت کے بعد اب اُن کا معاملہ خدا تعالیٰ سے ہے اور مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حضور پہنچ کر انہیں اس غلطی کا علم ہو گیا ہو گا۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مخالفت میں ان سے ہوئی۔

مجھے اس امر کا اعتراف کرنا چاہیئے۔ کہ وہ عالم اسلامی میں ایک زبردست شخصیت رکھتا تھا اور اس کی موت کو عربی ممالک میں ایک صدمہ عظیم سمجھا جائے گا۔

سبابہ کا پیکر

تھا مشرق سے سبھی بولہبوں کا مرنیں
تھا مغرب کا پیالہ ہے ۔ ۔ ۔ مغرب کا خطر
نوحۂ پیشین قاضی نہ مغرب میں جو مرا نہیں
یہ بھی نے ہے شرافت میں جو مرا نہیں

حسن نظامی

گورنمنٹ سکول آف انجینئرنگ رسول اور احمدی طالبعلم

گورنمنٹ سکول آف انجینئرنگ رسول صوبہ پنجاب اور ضلع کے لئے سب اوورسیئر انجینئرنگ کی گورنمنٹ کے زیر انتظام واحد درسگاہ ہے۔ اس سکول میں دو کلاسز ہیں (۱) اوورسیر (۲) ڈپلومیٹس

ان دونوں کے لئے گورنمنٹ کے محکمہ ہائے انہار پی۔ ڈبلیو۔ ڈی۔ ملٹری اور میونسپل کمیٹیوں میں کافی مواقع حاصل ہیں

سکول میں داخلہ امتحان مقابلہ کے ذریعہ ہوتا ہے جس میں مسلمان۔ سکھ اور دیگر غیر مسلم اقوام کے طالب علم ۴۰-۲۰ اور ۴۰ فیصدی کے حساب سے داخل کئے جاتے تھے۔ مگر سال ہذا سے نئی کلاس میں مسلمانوں کی تعداد ۵۰ فیصدی کے قریب ہے۔ امتحان مقابلہ اور پھر کورس یقیناً اتنا مشکل نہیں جس قدر پبلک کا خیال ہے۔ اگر حساب اور ڈرائنگ سے دلچسپی رکھنے والا طالب علم معمولی محنت سے ہر دو مقامات پر نمایاں کامیابی حاصل کر سکتا ہے

امتحان داخلہ کے لئے نظیمی معیار میٹرک ہے۔ اور عمر ۱۷-۲۱ سال کے درمیان ہونی چاہیئے۔ اخراجات ۳۰ اور ۴۰ روپے ماہوار تک ہیں۔ اس میں فیس اور ہوسٹل کے اخراجات شامل ہیں۔ مگر ابتدائی اخراجات جو لگ بھگ سو کے قریب ہوتے ہیں ان میں شامل نہیں کورس دو سال کا ہے اور سیشن جنوری سے شروع ہوتا ہے

سکول اور ہوسٹل میں ملٹری ڈسپلن کے ماتحت ہوتی ہے اور ان پابندیوں کی وجہ سے وہ آوارگی۔ فیشن و مغربیت کی سموم عادتیں جو اکثر کالجوں میں موجود ہیں۔ یہاں موجود نہیں اور طالب علم کو سادگی پسند اور جفاکش انسان بنا دیا جاتا ہے

سکول میں ہر سال اور ہر کلاس کے لئے کچھ گارنٹیڈ نوکریاں ہوتی ہیں۔ جو اچھے نمبروں پر فارغ التحصیل طالب علموں کو دیجاتی ہیں۔ سال ہذا سے قبل ان کی تقسیم مسلمان۔ سکھ اور دیگر غیر مسلم قوموں میں ۴۰-۲۰ اور ۴۰ فیصدی کے حساب سے کر دی جاتی تھی۔ مگر سال گذشتہ سے مسلمانوں کی تعداد گورنمنٹ سروس میں بڑھانے والی پالیسی کے ماتحت مسلمانوں کو مقابلۃً زیادہ نوکریاں دی جاتی ہیں چنانچہ گذشتہ سال دس میں سے آٹھ مسلمانوں کو دلگئیں۔ آئندہ بھی اس پالیسی کے قائم رہنے کی امید ہے

امتحان مقابلہ امسال اکتوبر کی آخری تاریخوں میں ہوگا مفصل حالات سکول سے پراسپکٹس منگا کر معلوم کئے جا سکتے ہیں۔ غرض جماعت کے ایسے طالب علموں کے لئے جو میٹرک پاس کر چکے ہیں اور حساب اور ڈرائنگ میں دلچسپی رکھتے ہیں یہ درسگاہ ایک امید افزا اور کامیاب مستقبل کی حامل ہے۔

پہلا چینی احمدی

احباب کرام کو معلوم ہے کہ تحریک جدید کے ماتحت ایک مجاہد چین میں بھی تبلیغ احمدیت کے لئے پہنچ چکے ہیں جو خدا تعالیٰ کے فضل سے وہاں سرگرمی سے کام کر رہے ہیں ان کی طرف سے حال ہی میں اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ ایک تعلیم یافتہ معزز مسلمان نے جن کا پتہ درج ذیل کیا جاتا ہے بنایت خوشی کے ساتھ احمدیت قبول کر کے بیعت کا خط حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں لکھ دیا ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے اس ملک میں بھی ہمارے مجاہد کی تبلیغی جدوجہد بارآور ہو رہی ہے۔ احمدی ہونے والے چینی بھائی کا پتہ اور نام حسب ذیل ہے:-

Leung Kingfung Kawai تعیہ
Chau. Samtak ضلع
Kwantung صوبہ

یہ صاحب چینی زبان کی اچھی تعلیم رکھتے ہیں۔ کسی قدر اردو بھی جانتے ہیں اور مذہبی تعلیم کا شوق رکھتے ہیں۔ اور اب سرگرمی سے اس میں ترقی کر رہے ہیں۔ احباب دعا کریں کہ خدا تعالیٰ ان کو اپنے علاقہ میں احمدیت کی اشاعت کا ذریعہ بنائے اور خدمت دین کی خاص توفیق بخشے

مجاہد چین اور دوسرے ممالک کے مبلغوں کی مہمات کامیابی کے لئے بھی احباب دعا کرتے رہیں۔

(الفضل)

کیا چاہتے ہیں!

(خاکسار:- جناب احمد صاحب گدآز از مگاڈی (افریقہ)

ترے فضل کا اک نشاں چاہتے ہیں — تری حمد کا اک بیاں چاہتے ہیں
ترے حسن کی اک جھلک کے ہیں جویا ہاں — ترے نور کو ضوفشاں چاہتے ہیں
گناہوں نے چاروں طرف سے ہے گھیرا — تری مغفرت ہر زماں چاہتے ہیں
مقابل پہ اٹھا ہے شیطاں کا لشکر — تری اے خدا ہم اماں چاہتے ہیں
ہے بس تیری رحمت کا ہمکو سہارا — فقط تیرا ہی آستاں چاہتے ہیں
تری نصرتوں پر بھروسہ ہے پیارے — تری قدرتوں کو عیاں چاہتے ہیں
ہمیں کر مقاصد سے اب بارآور — تجھے باغ کا باغباں چاہتے ہیں
ہو جو کچھ بھی منظور مولیٰ کو اپنے — وہی ہم بھی اب بیگماں چاہتے ہیں
نہیں بُعد و فرقت ہمیں اب گوارا — جبھی تو ہم اب قادیاں چاہتے ہیں
نہیں بھاتا منظر ہمیں اس جہاں کا — زمیں چھوڑ کر آسماں چاہتے ہیں
تو ہی ہمکو پیارا ہے جاں سے پیارا — تجھے ہی تو جانِ جہاں چاہتے ہیں

ترے فضل کا اک نشاں چاہتے ہیں

الحکم کے متعلق اعلان

ناظر صاحب تالیف و تصنیف نے الحکم کے متعلق ایک پروگرام منظور الفضل میں شائع فرمایا ہے۔ الحکم کی طرف سے یہ اعلان کرنا ضروری ہے کہ شیخ محمود احمد صاحب مدیر الحکم کی بجالنے صحت تک اگر اس اعلان کے مطابق کوئی کمی نظر آئے تو اسے نظر انداز کر دیا جائے۔ کیونکہ الحکم کے مرتب و مدون کرنے کا تمام بوجھ انہی پر ہے۔ اور وہ موجودہ حالت میں چند سطریں بھی بہت مشکل سے لکھ سکتے ہیں ان کی پوری صحت ہونے پر اس اعلان کے مطابق الحکم کے صفحات مرتب ہو سکیں گے انشاء اللہ (مینیجر الحکم)

درخواستہائے دعا

میرے چچا ماسٹر مولا داد صاحب ایک عرصہ سے بعارضہ بخار ٹائیفائڈ بیمار ہیں۔ احباب ان کی صحت کے لئے درد دل سے دعا فرمائیں

(خاکسار (ماسٹر) محمد فضل داد (صاحب) قادیان)

(۲) خاکسار کی والدہ صاحبہ کو ریاست جموں و کشمیر کی طرف سے معطل کر دیا گیا ہے جہاں وہ محکمہ تعلیم میں ملازم ہیں۔ احباب ان کی بحالی کے لئے درد دل سے دعا فرمائیں۔ نیز میری امتحان میں کامیابی کے لئے بھی احباب سے دعا کی درخواست ہے

(صلاح الدین رشید)

عبدالباسط صاحب شاہجہانپوری کی اہلیہ صاحبہ بیمار ہیں۔ احباب ان کی صحت کلی کے لئے دعا فرمائیں۔

سیرت المہدی کا ایک ورق

حکیم دین محمد صاحب کی زبانی!

میں اپنے ایام طالب علمی میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بہت خلاف تھا۔ ۱۹۰۳ء میں مجھے سیر کے بہانے سے قادیان لایا گیا۔ میرے والدین مجھے یہاں مدرسہ میں داخل کرکے چلے گئے۔ حضرت مسیح موعود ان دنوں درد گردہ میں بیمار تھے۔ مجھے یہاں آکر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دیکھنے کا شوق پیدا ہوا۔ چنانچہ ایک دن آپ کو مسجد میں دعا کرتے ہوئے پایا۔ اور یہ دیکھ کر مجھے آپ سے بڑی محبت ہوگئی۔ ان دنوں آپ کا رنگ بیماری کی وجہ سے زرد تھا۔ مگر ایک موقعہ پر جب آپ تقریر فرما رہے تھے تو آپ کا چہرہ مبارک سرخ ہوتا چلا گیا۔ ان دنوں میں ہائی کلاس کے طالبعلموں کو یہ اجازت ہوتی تھی کہ وہ حضور کے ساتھ مسجد مبارک میں نماز پڑھ لیا کریں۔ اور اسطرح سیر میں بھی اُن کو جانے کی اجازت مل جاتی تھی۔ اس لحاظ سے ہمکو پنکھا جھلنے اور حضور کی مجالس میں پانی پلانے کی خدمت بھی میسر آجایا کرتی تھی۔ آپ اکثر سیر کو جاتے اور آتے تقریر فرمایا کرتے تھے۔ اکثر حضور فرمایا کرتے تھے کہ میرے متعلق خدا سے پوچھنا چاہیئے کیونکہ وہ بہت قریب ہے اور اس سے دعا مانگنی چاہیئے۔ مجھے حضور کی یہ بات بہت پسند آئی اور میں نے تہجد میں دعا مانگنی شروع کر دی چنانچہ مجھے الہاماً بتایا گیا کہ آپ اس زمانہ میں راستباز انسان ہیں۔ اسپر میں نے آپ کی بیعت کر لی۔

(۲)

مقدمہ کرم دین میں حضور نے تالاب کے قریب ایک مکان لیا تھا۔ میں ان دنوں انٹرنس کے امتحان سے فارغ ہو چکا تھا۔ اسلئے اکثر میں حضور کے پاس آتا جاتا تھا۔

گورداسپور میں ان دنوں حضور کے پاس بڑے بڑے معزز مہمان آیا کرتے تھے۔ اس مقدمہ میں ایک مجسٹریٹ چندو لال نامی تھا۔ اس نے ارادہ کیا کہ حضور کو سزا دے لیکن خدا تعالیٰ نے اسے مجسٹریٹی سے علیحدہ کر دیا۔ اسکے بعد آتھا رام مجسٹریٹ آیا۔ جو کہ ایک متعصب آریہ تھا۔ وہ حضور کے ساتھ سختی کا برتاؤ کرتا تھا۔ خدا تعالیٰ نے اس کو بھی پکڑا۔ اس کا پہلے ایک لڑکا مرا پھر دیوالہ۔

مقدمہ کے آخر میں کچھ سزا کے آثار معلوم ہوئے جس پر خواجہ کمال الدین صاحب جو آپکے وکیل تھے گھبرا گئے لیکن حضور نے پر زور الفاظ میں آپ کی تسلی کی۔ اور جس طرح اپنی بیعت کی خبر دی تھی ویسے ہی عمل میں آیا۔

مقدمہ کرم الدین کے دوران میں حضور کو یہ الہام بھی ہوا تھا کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے حضور نے یہ بھی فرمایا تھا کہ وہ بادشاہ ہماری جماعت کے ہی ہونگے۔ گورداسپور میں جس مکان میں حضور قیام فرماتے تھے۔ آپ اس کے چوبارے میں مالک رہتے تھے اس مکان کے نچلے حصے میں ایک کمرہ دعا کے لئے مخصوص کیا ہوا تھا۔ جب حضور کچہری تشریف لیجاتے تو اس کمرہ میں دعا کر کے تشریف لے جاتے۔

ایک عرب کا واقعہ

۱۹۰۴ء میں میں ایک دفعہ بٹالہ سے آرہا تھا کہ ایک عرب بکہ پر سوار مل گیا۔ وہ بعد اد کا رہنے والا تھا۔ اور وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قتل کے منصوبہ سے آیا تھا۔ اس نے بکہ میں بیٹھتے ہی مجھ سے قادیان کے متعلق سوال کئے۔ اور میں تفصیل سے اس کا جواب دیتا رہا۔ جس سے راستہ آسانی سے کٹ گیا۔

اسوقت وہ لکھنؤ سے آرہا تھا۔ اس عربی حضور علیہ السلام کے "ق" پر بھی اعتراض کیا تھا کہ آپ "لمغظ صحیح استعمال نہیں کرتے۔ اس نے اور بھی اسی قسم کے اعتراض کئے۔

حضور کے ساتھ سیر کو بھی گیا اور سیر میں اسے تشفی ہوگئی اور اس نے بیعت کر لی۔ بیعت کے بعد اس نے اس امر کا اظہار کیا کہ میں اس نیت سے آیا تھا کہ اگر آپ صادق ہوئے تو مان لوں گا۔ ورنہ قتل کر دوں گا۔

الغرض اس طرح سے ایک عرب دشمن حضور کی صحبت میں رہ کر حضور پر ایمان لے آیا۔

روایات

چودھری عبداللہ خان صاحب سیالکوٹی

۱۸۹۲ء میں آپ سیال کوٹ تشریف لیگئے تھے۔ وہاں ان دنوں میں آپکے مباحثات وفات مسیح پر ہوتے تھے۔ آپ کی آمد کا بہت چرچا اور شور تھا۔ میں بھی جوشیلا تھا۔ مگر میری طبیعت مولویوں اور پیروں سے متنفر تھی۔ تماشے کے طور پر میں بھی حضور کی مجلس میں چلا گیا۔ میں نے جب حضور کے چہرے مبارک کو دیکھا تو مجھے بڑی نسلی ہوئی۔ اور مجھے یقین ہوا کہ آپ نورانی چہرے والے انسان ہلہم من اللہ ضرور ہیں۔ کیونکہ کاذب کو نور نہیں ملتا

میرا اعتقاد تو آپکے متعلق صرف آپ کا چہرہ دیکھنے سے ہی درست ہوگیا۔ میرے قلب کی مزید تسلی اخبار الحکم پڑھنے سے ہوگئی۔ چونکہ ان دنوں میں منگوایا کرتا تھا۔

میں نے ایک دفعہ حضور سے حکام کی اطاعت کے متعلق دریافت کیا۔ تو حضور نے فرمایا کہ ہاں اطاعت کرو۔ اور رشوت مت دو۔

حضور کا استغنا بہت بڑھا ہوا تھا۔ نیز آپ کی طبیعت میں تبتل الی اللہ تھا توکل کی تو یہ حالت تھی کہ جب چندو لال نے حکیم فضل الدین صاحب پر جرمانہ کر دیا۔ اور کرم الدین کی باتیں خوب سنیں۔ تو خان صاحب نے انتقال مقدمہ کی درخواست کی۔ حضور نے فرمایا کہ اگر وجہ موجود نہ ہو۔ تو انتقال مقدمہ کی درخواست دینا خفت اٹھانا ہوتا ہے اور یہ بھی فرمایا:۔ ہم نہیں جانتے کہ مقدمہ کے انجام کے حالات کیا بدلینگے۔ مگر انجام فیصلہ ہمارے حق میں ہوگا۔ اور ایسا ہی ہوا۔

سیرۃ المہدی کے متعلق میری معذرت

احباب کرام کو یہ معلوم ہو چکا ہے کہ میں بائیس ۲۲ روز سے ملیریا کے بخار کے حملے کے نیچے دبا ہوا ہوں۔ اگرچہ طبیعت اسوقت پہلے کی نسبت اچھی ہو رہی ہے۔ مگر کمزوری اس حد تک بڑھی ہوئی ہے کہ میں کاغذ پر چند سطریں بھی نہیں لکھ سکتا۔ سیرت المہدی کی روایات کے متعلق جو ردٹ دفتر میں موجود پڑے ہوئے ہیں۔ ان کی ترتیب اور درستی بھی صحت کو چاہتی ہے میں نہایت ندامت سے اس امر کا اظہار کرتا ہوں کہ اس پرچے میں چونکہ حجم کے لحاظ سے بھی پورا نہیں۔ سیرت کے صفحات کو مکمل نہیں کر سکا۔ جس کا بڑا باعث میری کمزوری اور بیماری ہے۔ جیسا کہ میں اوپر ذکر کر چکا ہوں۔ مجھے امید ہے کہ جلد میری طبیعت سنبھل جائے گی اور میں پورے چار صفحے کا مواد اس غرض کے لئے مہیا کر سکوں گا (انشاء اللہ)

مجھے امید ہے کہ آپ میری بیماری اور کمزوری کو ملاحظہ فرماتے ہوئے اسدفعہ سیرت کے صفحات کی کمی کو معاف فرمائینگے اور میری کامل صحت کے لئے دعا فرمائینگے۔

(محمود احمد عرفانی)

صحابہ حضرت مسیح موعود کی خدمت میں ایک ضروری گزارش

آپ جلد سے جلد اپنے احمدی ہونے کے کوائف اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صحبت کے حالات لکھ کر ارسال فرمائیں

مجھے امید ہے کہ آپ کسرنفسی سے کام نہیں لینگے اور جو دولت اور خزانہ آپ کے سینوں میں محفوظ ہے اسے الحکم میں شائع فرما کر آئندہ آنے والی نسلوں پر احسان فرمائینگے۔ والسلام

(ایڈیٹر)

مکتوبات احمدیہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خان صاحب عبدالمجید خان صاحب کو جو کہ حضرت خان محمد خان صاحب رضی اللہ عنہ کے فرزند ارجمند ہیں۔ متعدد خطوط لکھے۔ ان خطوط کے متعلق میرا ارادہ تھا کہ میں مختصر نوٹ بھی دے دیتا۔ مگر میری بیماری اور ضعف مجھے کچھ لکھنے نہیں دیتا۔ اسلئے صرف ان خطوط کو محفوظ کر دیتا ہوں۔ ان خطوط سے معلوم ہوتا ہے کہ کسطرح حضور بیماری میں بھی کام کرتے تھے۔ دعاؤں کے لئے کیسے کیسے مجاہدات فرماتے تھے اور کس سوز سے اپنے خدام کے لئے دعائیں کرتے تھے ان مکتوبات میں ایک مکتوب نصف اوپر کا مفتی صاحب قبلہ کا لکھا ہوا ہے اور نصف نیچے کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا۔ اور چوتھا خط مفتی فضل الرحمان صاحب کا حضرت منشی اروڑے خان صاحب کے نام ہے۔ اس خط میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا وہ الہام بھی درج ہے۔ جو حضور کو حضرت خان محمد خان صاحب کی اولاد کے متعلق ہوا تھا۔ اور جس کے بعد آجتک ان کی اولاد پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے فضل پر فضل ہوا۔ خان صاحب عبدالمجید خان ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے عہدے سے ریٹائر ہوئے۔ اور لمبے فضلوں کے وارث ہوئے۔ (ایڈیٹر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا خط مورخہ ۱۰ پہنچا۔ حضور کی طبیعت آج بھی کمزور ہے بخار ہے۔ کمزوری بہت ہے اور دعا کی بہت ضرورت ہے اور دوا کا بھی۔ حضور نے فرمایا ہے کہ دعا میں بہت مصروف ہوں اور اس کمزوری میں بہت دعا کرنی پڑتی ہے۔ آپ بھی دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ رحم فرمائے۔ حضور نے فرمایا ہے کہ دعا کے لئے لکھتے رہا کریں۔

خاکسار
نور محمد

حضرت خانصاحب عبدالمجید خانصاحب۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپکے لئے دعا کی جاتی ہے۔ حاجی سرفراز علی بیمار ہے۔ اللہ تعالیٰ شفا بخشے۔ والسلام

خاکسار عبدالرحمن عفی عنہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ دعا کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ فضل فرمائے۔ والسلام

خاکسار
محمد علی

۱۱ جولائی ۱۹۰۲ء

منشی محمد اروڑے خان صاحب کے نام خط

مکرمی منشی صاحب۔ السلام علیکم۔ خاکسار کل ۲ بجے یہاں پہنچا۔ حضور علیہ السلام سے عرض کیا گیا فرمایا مجھے ۱۲ جنوری کو ایسی حالت طاری ہوئی تھی جیسے کوئی نہایت عزیز مرجاتا ہے ساتھ ہی الہام ہوا۔ اولاد کے ساتھ نرم سلوک کیا جاوے گا۔" اطلاعاً عرض ہے۔ دعا کے واسطے کہا گیا۔ حضور کو بہت سخت رنج ہوا ہے۔ میرے بعد میرے والد صاحب کی دو تاریں آئی ہیں۔ اسلئے آج میں پھیرہ جاتا ہوں۔ کل سے بارش شروع ہے ۱۳ تاریخ پر انشاء اللہ گورداسپور پہنچوں گا اور خیریت ہے۔ عبدالمجید خان وغیرہ سب صاحبان کو السلام علیکم

خاکسار
فضل الرحمان از قادیان
۵ جنوری ۱۹۰۳ء

اپنا بقایا صاف کیجئے
(منیجر)

زلزلہ کوئٹہ کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے واضح الہامات

اخویم محمد اسلم صاحب نے زلزلہ نمبر کے لئے یہ مضمون لکھا تھا۔ مگر ضخامت کی زیادتی کے باوجود یہ مضمون درج نہ ہو سکا۔ مضمون اپنی اہمیت کے لحاظ سے قابل قدر ہے۔ اگرچہ وقت گزر گیا ہے۔ مگر زلزلہ کی یاد اور اس سے سبق حاصل کرنے کا وقت بدستور موجود ہے اسلئے آج کی اشاعت میں اس مفید مضمون کو درج کرتا ہوں۔ اگرچہ مجھے افسوس ہے کہ یہ زلزلہ نمبر میں درج نہ ہو سکا۔ (ایڈیٹر)

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے وقت کی نزاکت کو محسوس کرتے ہوئے اپنے ایک خطبہ جمعہ میں جماعت احمدیہ کو اجتماعی عبادت اور دعاؤں کی تحریک فرمائی اور مخلصین کو ہدایت کی۔ کہ وہ سات ہفتے متواتر خاص طور پہ دعائیں کریں۔ اور ہر جمعرات کو روزے رکھیں۔ چنانچہ اس تحریک کے ماتحت جماعت احمدیہ نے ۲۱ مارچ ۱۹۳۵ء سے لے کر ۲۴ مئی ۱۹۳۵ء تک ہر جمعرات کو روزے رکھے۔ اور خدا تعالیٰ کے حضور نہایت عاجزی اور انکساری اور تضرع سے دعائیں مانگیں۔ ان ایام کے لئے حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے خصوصیت سے جن دعاؤں کی طرف اپنی جماعت کو توجہ دلائی۔ وہ یہ ہیں:۔

اول:۔ رب کل شیء خادمک رب فاحفظنی وانصرنی وارحمنی۔

دوم اللّٰھم انا نجعلک فی نحورھم ونعوذ بک من شرورھم

حضرت اقدس نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۲ مارچ ۱۹۳۵ء میں متذکرہ بالا دعاؤں کے بارے میں فرمایا

"اللہ تعالیٰ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ دعا سکھائی رب کل شیء خادمک رب فاحفظنی وانصرنی وارحمنی اس کے متعلق فرمایا کہ یہ اسم اعظم ہے اور ہر مصیبت سے نجات کا ذریعہ ہے"

"اللّٰھم انا نجعلک فی نحورھم ونعوذ بک من شرورھم یہ دعا رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دستور میں شامل ہے۔ اور ایسے ہی موقع کے لئے ہے جب اقوام ایک جتھے کے طور پہ جمع ہو کر اسلام پہ حملہ آور ہوں اور چونکہ ہماری حالت بھی آجکل ایسی ہی ہے کہ سب قومیں حتیٰ کہ حکومت کا ایک حصہ بھی متحدہ طور پہ نقصان پہنچانے کے درپے ہے اسلئے اس دعا کے پڑھنے کا یہ خاص موقع ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ سے دشمن کے مقابلہ میں امداد چاہی گئی ہے"

"اس دعا میں اللہ تعالیٰ سے درخواست ہے۔ کہ ہمیں دشمن کی ریشہ دوانیوں اور مخفی شرارتوں کے بد انجام سے بچائے"

"بس دعاؤں میں لگ جاؤ۔ اور خصوصاً ہر جمعرات کی رات کو جس دن روزہ رکھنا ہے۔ سب اٹھیں۔ خواہ انہوں نے روزہ نہ بھی رکھنا ہو عورتیں اور بچے بھی دعائیں کریں۔ ۔۔۔۔۔۔۔ جو حائضہ عورتیں نماز نہ پڑھ سکتی ہوں وہ بھی اللہ کر دعائیں کریں۔ گریہ کریں۔ اور کہیں۔ کہ اے خدا ہم ذلیل کئے گئے۔ جیل بھیج دیا گیا۔ اسلئے ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام بلند کرتے ہیں ہماری عزت پہ حملہ کیا گیا۔ ہماری سچائی کی قدر نہیں کی گئی۔ اب ہم تجھ سے التجا کرتے ہیں کہ ہماری مدد کے لئے آ۔ تو عورتوں کو بھی بچوں کو بھی دعائیں کرنے کی تحریک کرو۔ اور خود بھی کرو۔ عائشوں کو اسی طرح اٹھاؤ۔ جس طرح قیامت خیز زلزلہ کے وقت لوگ اٹھ بیٹھتے ہیں۔ اور خوب دعائیں کرو۔ جب زمین پہ گھرام مچ جاتا ہے۔ تو آسمان پر بھی شور پڑ جاتا ہے۔ اور جب ملاء اعلیٰ میں اللہ تعالیٰ تحریک کرتا ہے۔ تو زمین اس کی تابع ہو جاتی ہے"

"اور اللہ تعالیٰ سے کہو کہ ان کو معاف کر دے۔ انکے سینوں کو کھول دے۔ لیکن اگر ان کے لئے سزا ہی مقدر ہو چکی ہے۔ تو اے خدا ہم تیرے دین۔ تیرے رسول اور تیرے مسیح موعودؑ کی عزت کے لئے۔ نہ کہ اپنے لئے تجھ سے درخواست کرتے ہیں کہ ان کے ہاتھوں کو روک دے۔ اور ہم کو توفیق دے کہ تیرے دین کو دنیا میں پھیلا سکیں۔ آمین ثم آمین"

ان اقتباسات سے ظاہر ہوتا ہے کہ جب قومیں متحدہ طور پہ صداقت کے خلاف کمربستہ ہو جاتی ہیں اور باوجود بار بار کے انذار کے دین حق کی مخالفت سے باز نہیں آتیں۔ تو حلیم لیکن غیور خدا ان پر عذاب نازل کر کے ان کے ہاتھوں کو روک دیتا ہے۔ تاکہ سچائی کی اشاعت میں مزاحمت دور ہو جائے۔

اسی اصل کے ماتحت حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی ہاریک بین نظر سے بھانپ لیا کہ مخالفین اپنی شرارتوں میں اب اس حد تک بڑھ گئے ہیں۔ کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے عذاب نازل ہونے کا خطرہ ہے۔ اسلئے حضور نے اپنی جماعت کو ایسی دعائیں کرنے کی تلقین فرمائی جن میں دشمنوں کے مقابلہ میں خدا تعالیٰ سے مدد مانگی گئی ہو تاکہ وہ جہاں ایک طرف جماعت احمدیہ کو اعداء کے حملوں سے محفوظ رکھے۔ وہاں دوسری طرف ان کی شرارتوں کے بد انجام سے بھی مصئون رکھے۔ جو بطور عذاب ان کے لئے مقدر ہو چکا ہو۔ آئندہ کے واقعات نے ثابت کر دیا کہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشادات کس قدر وقت کی ضرورت کے مطابق تھے۔ اور جماعت احمدیہ ان پہ عمل پیرا ہو کر کسقدر عظیم الشان افضال الٰہیہ کا مورد بنی۔ خدا تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کے مخلصین کو اس امر کی توفیق عطا فرمائی کہ وہ روزہ رکھ کر اس ماہ کی ابتداء میں بھی استعانت طلب کر سکیں۔ جس ماہ کے اختتام پہ خدا تعالیٰ کی تہری تجلی مقدر تھی۔

اب ہم ان الہامات کو دیکھتے ہیں۔ جن میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی الہامی دعائیں درج ہیں۔ جن پہ حضور پاک کے خلیفہ نے جماعت کو مطلع کیا تھا۔ حضور علیہ السلام اپنی مقدس کتاب حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۹۸ پر خدا تعالیٰ کی وحی کو اس ترتیب سے درج فرماتے ہیں:۔

"رب کل شیء خادمک رب فاحفظنی وانصرنی وارحمنی۔

خدا قاتل تو باد و مراشر تو محفوظ دارد۔

زلزلہ آیا اٹھو نمازیں پڑھیں اور قیامت کا نمونہ دیکھیں۔

یظھرک اللہ ویثنی علیک لولاک لما خلقت الافلاک ادعونی استجب لکم

دست تو دعائے تو تراحم ز خدا

زلزلہ کا دھکا۔

عفت الدیار محلھا ومقامھا۔

تتبعھا الرّادفۃ

پھر بہار آئی خدا کی بات پھر پوری ہوئی"

اس عبارت میں دونوں دعائیں درج ہیں۔ جن پہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی مظہرہ العزیز نے خاص طور پہ تعدد دیا تھا۔ "خدا قاتل تو باد و مراشر تو محفوظ دارد" کے الفاظ میں خدا تعالیٰ نے کس وضاحت کے ساتھ اللھم انا نجعلک فی نحورھم ونعوذ بک من شرورھم کا ترجمہ کر دیا ہے

ان الہامات میں زلزلہ کی جہاں واضح پیشگوئی ہے وہاں خدا تعالیٰ نے جماعت کو عذاب سے بچنے کے لئے دعائیں سکھائی ہیں۔ دعائیں کرنے کی طرف ترغیب دلائی ہے اور دعائیں قبول فرمانے کا وعدہ فرمایا ہے

جب ہم اس عبارت پہ نظر غائر ڈالتے ہیں۔ تو صراحتاً معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ پیشگوئی لفظ بلفظ اور حرف بحرف کوئٹہ کے زلزلہ پر چسپاں ہوتی ہے۔

"زلزلہ آیا اٹھو نمازیں پڑھیں اور قیامت کا نمونہ دیکھیں" کے الفاظ نہایت صفائی سے زلزلہ کے وقت کی تعیین کرتے ہیں۔ "اٹھو" سے ظاہر ہوتا ہے کہ لوگ اسوقت گہری نیند سو رہے ہونگے۔ اور جن نمازوں کی طرف پڑھنے کا توجہ دلائی گئی ہے۔ وہ ایسی نمازیں ہیں۔ جو گہری نیند سے بیدار ہو کر پڑھی جاتی ہیں۔ یعنی "تہجد" اگر کسی اور نماز کی طرف اشارہ ہوتا تو وہ "اٹھو" کی بجائے "آؤ نمازیں پڑھیں" یا "چلو نمازیں پڑھیں" کے الفاظ ہونے چاہیئے تھے۔ اور نمازیں یعنی لفظ نماز کی جمع کے استعمال میں یہ حکمت ہے کہ یہ نماز اپنے اندر انفرادی رنگ رکھتی ہے۔ امام کے پیچھے باجماعت ادا نہیں کی جاتی۔ ورنہ کہنا کافی تھا "اٹھو نماز پڑھیں" اور اس سے نماز فجر باجماعت مراد ہوتی۔

"نمازیں" کا ایک مفہوم اور بھی ہے۔ اور وہ یہ کہ اس سے مراد نماز تہجد اور نماز فجر دونوں ہیں۔ اس صورت اس الہام کے یہ معنی ہونگے۔ زلزلہ آیا۔ اٹھو تہجد پڑھیں اور اس کے بعد نماز فجر ادا کریں

"قیامت کا نمونہ دیکھیں" کے الفاظ "نمازیں پڑھیں" کے بعد اس لئے رکھے کہ تہجد رات کے ایسے حصے میں پڑھی جاتی ہے۔ جب کہ سخت تاریکی کے باعث مختلف اشیاء میں امتیاز نہیں کیا جا سکتا۔ اور اس میں کیا شک ہے کہ ان حالات میں خصوصاً جبکہ رات کے آخری حصہ میں جبکہ چاند بھی چڑھا ہوا نہ ہو "قیامت کا نمونہ" دیکھنے کیلئے طلوع آفتاب کا انتظار دلادی ہے۔

اب جن لوگوں کو زلزلہ کوئٹہ کے حالات کے مطالعہ کا موقع ملا ہے وہ بخوبی جانتے ہیں۔ کہ زلزلہ جیسا کہ پیشگوئی مذکورہ بالا میں بوضاحت بیان کر دیا گیا تھا۔ رات کے وقت تین بجکر پانچ منٹ پر آیا۔ اور یہ وقت نماز تہجد کے لئے نہایت موزوں ہے۔ زلزلہ کے نمونہ قیامت ہونے کا اس سے بڑھ کر کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ ملک کے تمام اخبارات نے اس کو قیامت صغریٰ کے نام سے تعبیر کیا۔ اور اس قدر موتیں واقع ہوئیں کہ ہندوستان کی تاریخ ان کی نظیر پیش کرنے سے قاصر ہے۔

"یظہرک اللہ ویبنیٰ علیک لولاک لما خلقت الافلاک" میں خدا تعالیٰ نے زلازل کا مقصد بیان فرمایا ہے۔ کہ زمین و آسمان کا مالک چاہتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ان لوگوں پر غلبہ عطا فرمائے جو اس کے پاک فرستادہ کے مقابل صف آرا ہوتے ہیں۔ اس فرستادہ کے مقابل پر جس کی تعریف رب العرش لوگوں میں شائع کرنے کا ارادہ فرما چکا ہے اس عظیم الشان مصلح کے مقابل پر جس کے وقت میں روحانی طور پر نیا آسمان اور نئی زمین بنائی گئی۔ یعنی ملائک کو اس کے مقاصد کی خدمت میں لگایا گیا تا کہ زمین پر مستعد طبیعتیں پیدا کی جائیں۔

"ادعونی استجب لکم۔ دست تو دعائے تو" ترجمہ خدا" میں مسلمہ دعائیں کرنے کی تاکید کی گئی۔ جو زلزلہ کی آمد سے پہلے سکھائی گئی تھیں۔ اور قبولیت و اجابت دعا کا وعدہ فرمایا گیا ہے۔ جماعت احمدیہ پر خاص رحمت کے وعدہ کے بعد نمونہ قیامت زلزلہ کی کیفیت بیان کی گئی ہے۔

"زلزلہ کا دھکا" کے الفاظ واضح طور پر ایک شدید اور ہیبت ناک زلزلہ کی خبر دے رہے ہیں زلزلہ کا ایک ہی دھکا ہوگا جو قیامت برپا کر دے گا۔ جس میں "عفت الدیار محلہا ومقامہا" کے مطابق ایک حصہ ملک کے عارضی رہائشی مکانات اور مستقل رہائش کے مکانات منہدم ہو کر مٹ جائینگے۔ نیز ان الفاظ میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ یہ زلزلہ ایک ایسے پہاڑی علاقہ میں آئے گا۔ جہاں ایک طرف تو مستقل آبادی ہو اور دوسری طرف وہاں موسم گرما میں لوگ عارضی طور پر بھی رہتے ہوں۔

"فتحنا ابوابہا" اس زلزلہ کے بعد ایک اور زلزلہ آنے کی خبر دی گئی ہے۔ چنانچہ ۳۱ مئی ۱۹۳۵ء کے زلزلے کے بعد کوئٹہ میں بروز اتوار ۲ جون کو دن کے تین بجے زلزلہ کا ایک اور دھکا محسوس کیا گیا۔ جس میں مزید کئی جانوں کا نقصان ہوا۔ بیسیوں

درخواست دعاء

شیخ محمود احمد صاحب مدیر الحکم بیمار ہیں۔ طبیعت بہت کمزور ہو گئی ہے۔ جو احباب الحکم کی خدمت کی وجہ سے ان سے محبت رکھتے ہیں۔ ان سے درخواست ہے کہ ان کی کامل صحت کے لئے دعا فرما کر ممنون فرماویں۔ (منیجر الحکم قادیان)

رہے ہیے مکانات گر گئے۔ اور کول پر کی عمارتوں میں جو ابھی تک پہلے زلزلے کے دست برد سے محفوظ تھیں نسگاف پڑ گئے

زلزلہ کی تفصیلات کو بیان کر دینے کے بعد خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ دنیا کو خواب غفلت سے بیدار کرنے کے لئے اور زمانے کے مامور کو شناخت کرنے کے لئے یہ پہلا زلزلہ نہیں۔ بلکہ اس سے قبل بھی ایک دو زلزلے آچکے ہیں۔ اس مطلب کی طرف "پھر پہاڑ آئی خدا کی بات پھر پوری ہوئی" کا لفظ "پھر" رہنمائی کرتا ہے۔ نیز اس فقرہ میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ موعودہ زلزلہ کس موسم میں متعدد رہتا۔ لفظ "پھر" کے ساتھ جہاں پہلے زلزلے کی یاد دہانی کرائی گئی ہے۔ وہاں موجودہ زلزلے کی عظمت کی طرف بھی اشارہ ہے۔ ۱۹۳۴ء کے موسم بہار میں پہاڑ میں زلزلہ آیا تھا۔ ۱۹۳۵ء کی بہار میں کوئٹہ میں زلزلہ آیا۔ خدا قہر جب ایک لہری تجلی دوبارہ دکھلاتا ہے۔ تو وہ آب و تاب میں پہلے سے کہیں بڑھ کر ہوتی ہے بہار کے زلزلے نے کانگڑے کے زلزلہ کو مات کر دیا تھا اور اب کوئٹہ کے زلزلہ نے بہار کے زلزلے کو مات کر دیا ہے تا لہذا اس میں کیا شک ہے کہ "پھر پہاڑ آئی خدا کی بات پھر پوری ہوئی" بلکہ زیادہ شان۔ زیادہ ہیبت اور زیادہ جلال سے پوری ہوئی۔

پس مبارک ہیں وہ جو اب بھی ان دہشتناک زلزلوں سے عبرت حاصل کریں اور وقت کے مامور کو شناخت کرنے کی سعادت حاصل کر کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے امان کے جھنڈے تلے جمع ہو جائیں۔ اور ایسے نشانوں کا انتظار نہ کریں۔ جن کے بعد ایمان قابل عزت نہیں رہے گا۔

دیکھو! حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمدردی خلائق سے بیتاب ہو کر آج سے پینتیس برس قبل کن درد بھرے الفاظ میں لوگوں کو بیدار کرنے کی کوشش کی تھی:۔ فرمایا۔

"اے یورپ تو بھی امن میں نہیں اور اے ایشیا تو بھی محفوظ نہیں۔ اے جزائر کے رہنے والو کوئی مصنوعی خدا تمہاری مدد نہیں کرے گا۔ میں شہروں کو گرتے دیکھتا ہوں۔ اور آبادیوں کو ویران پاتا ہوں۔ وہ واحد یگانہ ایک مدت تک خاموش رہا۔ اور اس کی آنکھوں کے سامنے مکروہ کام کئے گئے۔ اور وہ چپ رہا مگر اب وہ ہیبت کے ساتھ اپنا چہرہ دکھائے گا جس کے کان سننے کے ہوں سنے کہ وہ وقت دور نہیں۔ میں نے کوشش کی کہ خدا کی امان کے نیچے سب کو جمع کروں۔ پر ضرور تھا کہ تقدیر کے نوشتے پورے ہوتے۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اس ملک کی نوبت بھی قریب آتی جاتی ہے۔ نوح کا زمانہ تمہاری آنکھوں کے سامنے آجائے گا۔ اور لوط کی زمین کا واقعہ تم بچشم خود دیکھ لو گے۔ مگر خدا غضب میں دھیما ہے توبہ کرو تا تم پر رحم کیا جائے۔ جو خدا کو چھوڑتا ہے وہ ایک کیڑا ہے نہ کہ آدمی اور جو اس سے نہیں ڈرتا وہ مردہ ہے نہ کہ زندہ"

کاش لوگ اب بھی بیدار ہو جائیں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی غلامی میں داخل ہو کر حقیقی کی سروری کے وارث ہوں اور ابدی زندگی کے مستحق ٹھہریں۔

راجہ محمد اسلم بی اے۔ دارالہجرت قادیان ۵ جون ۱۹۳۵ء

مجاہد لندن

خبر تھی جس کے آنے کی سمندر پار لندن سے ۔۔۔ مسیح وقت کا۔ لوٹا وہ خدمتگار لندن سے
یہ کہدو ہر گلی کوچہ میں جا کر ہر محلہ میں ۔۔۔ ہمارا یار آپہنچا "محمد یار" لندن سے

حسن رہتاسی

مولانا محمد یار صاحب
مجاہد اسلام کی لندن سے واپسی

۱۱ ستمبر ۱۹۲۵ء کو ۵ بجے کی گاڑی سے مولانا محمد یار صاحب مولوی فاضل لنڈن میں چار سال تک تبلیغ اسلام کا مقدس فریضہ ادا کرنے کے بعد واپس قادیان تشریف لائے۔ اسٹیشن پر جماعت احمدیہ قادیان نے زبردست استقبال کیا۔ استقبال کا انتظام وکیل کمیٹی کے ماتحت تھا۔ سلسلہ کے تمام فدائیوں نے اپنے مجاہد کی تشریف آوری پر نصف یوم کی رخصت منائی گئی۔ استقبال کرنے والوں میں حضرت مولانا شیر علی صاحب امیر جماعت احمدیہ قادیان۔ جناب چودھری محمد صاحب ناظر اعلیٰ جناب مولوی سید سرور شاہ صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ۔ جناب شیخ عبدالرحمان صاحب مصری ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ۔ جناب مولوی محمد الدین صاحب ہیڈ ماسٹر مدرسہ تعلیم الاسلام۔ سکرٹری صاحب نیگ ہین ایسوسی ایشن۔ پریذیڈنٹ صاحب وکیل کمیٹی پریذیڈنٹ صاحب بنشل کمیٹی۔ مولانا رحمت اللہ صاحب ناگرہ مدیر معاون الفضل۔ مولانا نیر صاحب۔ ملک غلام فرید صاحب ایم۔ اے ایڈیٹر ریویو انگریزی۔ مولانا شمس صاحب مولانا محمد سلیم صاحب وغیرہ بہت سے با اثر اور معزز حضرات جن کے اسماء کی تفصیل طوالت کی وجہ سے نہیں دیجا سکتی اللہ اکبر اور مجاہد اسلام زندہ باد کے نعروں سے زبردست استقبال ہوا۔ مولانا دارالامان تک پیدل چلکر آئے ان کے دونوں بچے ان کے دائیں اور بائیں تھے۔ آپنے پہلے مسجد مبارک میں نفل پڑھے۔ پھر مقبرہ بہشتی جا کر دعا کی بعدہ

میں کیونکر احمدی ہوا؟

حضرت شیخ حمید الدین صاحب رضی اللہ عنہ لدھیانوی

مکرمی محترمی شیخ غلام حسین صاحب کا میں نہایت ہی ممنون ہوں کہ انھوں نے ان حالات کو مہیا فرمایا۔ ایک دفعہ حضرت والد صاحب قبلہ کی خدمت میں اس سے قبل لکھ کر ارسال کیا تھا۔ مگر ان کے کسی سفر میں گم ہو گیا۔ اب پھر دوبارہ لکھ کر ارسال فرمایا ہے۔ شیخ صاحب نے صحابہ کے حالات جمع کرنے میں الحکم کو بڑی مدد دی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو اس کی جزائے خیر دے۔ آمین۔ (ایڈیٹر)

پہلے اس سے کہ میں اس بات کا اظہار کروں کہ میں نے عالیجناب حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو کیونکر شناخت کیا۔ میں مناسب سمجھتا ہوں کہ ناظرین کو اس امر سے واقف کر دوں کہ میں کون ہوں۔ سو میرا نام حمید الدین اور میرے والد صاحب مرحوم کا نام شیخ بدرالدین ہے۔ میرے والد ماجد خلف شیخ حاجی خدا بخش صاحب مغفور رئیس ہندوستان کے ایک مشہور شہر میرٹھ کے باشندے تھے۔ اور میرے آباؤ اجداد اکثر نوکری پیشہ اور مختلف طریق سے تجارت کا کام کرتے تھے۔ چنانچہ اس خاندان کے لوگ میرٹھ۔ کانپور۔ لکھنؤ۔ ساگر وغیرہ ہندوستان و پورب کے اکثر شہروں میں آباد ہیں۔ میرے دادا صاحب شیخ خدا بخش کو اللہ تعالیٰ نے تین بیٹے عطا کئے۔ بڑے کا نام فخر الدین۔ منجھلے کا شمس الدین۔ اور سب سے چھوٹے کا نام بدرالدین تھا۔ میرے دادا صاحب کے انتقال کے بعد فخر الدین صاحب نے تجارت اور ٹھیکہ داری کا کام شروع کر کے اس کو اس قدر وسعت دی کہ بہت سے اضلاع پنجاب میں ہر قسم کا ٹھیکہ انھیں کا تھا۔ وہ خود فیروزپور۔ ملتان۔ سیالکوٹ میں زیادہ تر قیام رکھتے تھے۔ اور اپنے کاروبار کو عموماً اپنے چچا رحیم الدین وغیرہ رشتہ داروں کی زیر نگرانی کرایا کرتے تھے شمس الدین صاحب تو اکثر میرٹھ ہی میں رہتے تھے۔ اور اپنا ایک بیٹا ضیاء الدین نامی اپنی یادگار چھوڑ کر آخر کار میرٹھ ہی میں ۱۸۷۶ء میں دنیا سے رحلت کر گئے۔

میرے والد شیخ بدرالدین صاحب کاروبار ٹھیکہ داری کے انصرام کے لئے اپنے بڑے بھائی فخر الدین صاحب کے ہمراہ رہا کرتے تھے۔ آخر کار فخر الدین صاحب بھی اپنا ایک لڑکا شیر خوار اپنی یادگار چھوڑ کر ۱۸۵۲ء میں بمقام سیالکوٹ اس دنیائے ناپائیدار سے انتقال کر گئے۔ بعد میرے والد صاحب کا ٹھیکہ داری کا بار نہ اٹھا سکنے کی وجہ سے تلاش روزگار میں لکھنؤ سے شاہ پور میں گئے اور وہاں محکمہ بندوبست میں عہدہ اکبار ملازم ہو گئے۔ چونکہ میرے والد صاحب فقیر دوست اور صوفی مشرب تھے۔ اسلئے ان کو صالح لوگوں سے ملنے کی ایک خاص عادت تھی۔ اسی وجہ سے وہ بمقام موضع مدہرہ تحصیل بھالیہ ضلع گجرات نقشبندی خاندان کے ایک بزرگ اور صاحب ارشاد بابا فیض بخش صاحب کے مکان پر ٹھیرے ہوئے تھے۔ جہاں ۱۸۵۵ء میں یہ خاکسار پیدا ہوا۔ پھر تھوڑے عرصے کے بعد میرے والد صاحب بسبب اس کے کہ وہ شاہ پور میں ملازم تھے موضع مدہرہ سے اٹھ کر بقصبہ ڈھیرانجھا نوالہ تحصیل بھیرہ ضلع شاہ پور میں اپنی رہائش اختیار کی۔ اس قصبہ ڈھیر میں ایک مدرسہ تھا۔ جس میں مولانا عبدالرحیم صاحب جو ایک فاضل جلیل القدر قصبہ کلانور ضلع گورداسپور کے رہنے والے اور مولانا عبدالحکیم صاحب پروفیسر یونیورسٹی کالج لاہور کے والد ماجد تھے۔ تعلیم دیا کرتے تھے۔ میرے والد صاحب نے مجھ کو اور میرے بڑے بھائی صاحب سعید الدین کو مولانا موصوف کی شاگردی میں بٹھایا۔ جن سے اس عاجز نے کچھ علم فارسی و ریاضی اور ادبیات وغیرہ جہاں تک خدا تعالیٰ کو منظور تھا ۱۸۷۰ء تک پڑھا۔ پھر میں میڈیکل پیپل ہو کر اول رسالہ نمبر ۱ میں اور بعد ش ۱۸۷۳ء میں میڈیکل کالج لاہور میں داخل رہا۔ مگر مشیت ایزدی نے بوجہ درپیش آجانے چند موجبات کے آخر کار کالج کو الوداع کہنے پر مجبور کیا پھر تحصیل خوشاب ضلع شاہپور میں کچھ عرصہ محرر مختارات رہ کر ۱۸۷۳ء سے ۱۸۸۸ء تک محکمہ بندوبست میں بمقام میانوالی ضلع بنوں و سوئی پٹ ضلع دہلی اور لودہانہ محرر کھیوٹ رہا۔

جب میں بمقام سوئی پٹ محرر بندوبست تھا۔ تو میرے والد ماجد بدرالدین صاحب مجھ کو ملنے کے لئے وہاں تشریف لائے جو قضاء الٰہی سے بیمار ہو کر جنوری ۱۸۷۹ء میں اسی جگہ ان کا انتقال ہو گیا۔ خدا تعالیٰ ان کو مغفرت نصیب کرے

پھر میں آخر ۱۸۸۰ء میں محکمہ پولیس میں ملازم ہو گیا۔ جس کو اسوقت اکیواں سال شروع ہے۔ اس عرصہ ملازمت میں کاروبار محرری و فجری تفتیش مقدمات کا تھا۔ نجات اور حسین تعیناتی صدر دفتر پولیس میں متفرق ملات پر معین رہا۔ جیسا کہ آجکل ایلیرے ہے۔ ابتدائی عمر میں یہ عاجز ایک سیدھا سادھا مسلمان تھا۔ مگر ۱۸۷۲ء و ۱۸۷۳ء میں جبکہ میں میڈیکل کالج لاہور میں پڑھتا تھا۔ اکثر مولوی محمد حسین بٹالوی کا وعظ سننے کے لئے چنیاں والی مسجد میں جایا کرتا تھا۔ جن کی وعظ کا اثر اور نیز مقلدین و غیر مقلدین کے رسائل و فتاوی جو ایک دوسرے کی تردید و تکفیر کے ہیں ان کے دیکھنے سے میرے دل میں حضرت امام اعظم صاحب رحمۃ اللہ علیہ و دیگر اولیاء کرام کی عظمت کا فور ہو گئی اور میں حیران رہتا تھا کہ یا الٰہی اس ملک ہندوستان میں مسلمانوں کے صرف تین فرقہ ہیں۔ مقلد۔ غیر مقلد۔ شیعہ سو یہ تینوں ایک دوسرے کے نزدیک مسلمان نہیں۔ تو پھر مسلمان ہے کون؟ مدت تک میں اس تفتیش میں رہا مگر ان تینوں فرقوں کے ایک دوسرے کی تردید کے دلائل نے میری کچھ الحنیان نہ ہونے دی۔ اور آخر میں میں نے حضرات مولویوں کے فرقے کو سلام کر کے فرقہ صوفیا کی طرف رجوع کیا جن میں میں نے بمقابلہ مولویوں کے کسر نفسی کا مادہ پایا۔ اور پھر غالباً ۱۳۰۲ھ میں میرے دل کو کسی راہنما کے تلاش کی تحریک ہوئی۔ اسلئے میں نے حضرت منشی احمد جان صاحب لودھیانوی کو جو ایک مشہور بزرگ اور صاحب ارشاد تھے۔ اس غرض کے لئے منتخب کر کے ان کی خدمت میں جانا اور انکے کلمات طیبات سے فیض اٹھانا شروع کیا کہ اسی اثناء میں منشی صاحب موصوف حج بیت اللہ کو تشریف لیگئے اور واپس آکر بہت جلد دنیا سے رحلت ہو گئے جس وجہ سے میں انکی مریدی کا فخر حاصل کرنے سے محروم رہ گیا۔ پھر میرے دوستوں نے سائیں توکل شاہ صاحب انبالوی کی طرف رجوع کرنے کی تحریک کی۔ اور میں آمادہ بھی ہو گیا۔ لیکن چونکہ مسیح آخر الزمان کا خادم ہونا مقدر تھا اس وجہ سے خود بخود ایسی روکیں پیدا ہوتی رہیں کہ میں انجانہ جانے سے قاصر رہتا رہا۔ حتیٰ کہ ۱۸۹۰ء میں مینے سنا کہ موضع قادیان ضلع گورداسپور میں مرزا غلام احمد صاحب ایک بزرگ ہیں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قرآن شریف سے فوت شدہ ثابت کر کے آنیوالے مسیح کی نسبت کہتے ہیں کہ مجھ کو بذریعہ الہام کے خبر دیگئی ہے کہ وہ میں ہوں۔

پھر کچھ عرصہ کے بعد معلوم ہوا کہ حضرت مرزا صاحب اور مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کا لدھیانہ میں مباحثہ ہوگا۔ حضرت مرزا صاحب مسیح ابن مریم کو قرآن شریف سے فوت شدہ ثابت کرینگے۔ اور مولوی صاحب موصوف برخلاف اس کے قرآن شریف سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زندہ آسمان پر اٹھایا جانا۔ اور پھر کسی زمانہ میں آسمان سے واپس دنیا میں آنا ثابت کرینگے

چونکہ یہ عاجز اپنے خیال میں مولوی محمد حسین صاحب کو تمام پنجاب کے علماء سے علم و فضل میں بڑھ کر سمجھتا تھا۔ اسلئے اس مباحثہ کے قرار پانے کا حال سنکر بہت خوش ہوا کہ مولوی صاحب موصوف مرزا صاحب پر ضرور غالب ہوں گے۔ مگر بعد اختتام مباحثہ نتیجہ یہ نکلا کہ مولوی محمد حسین صاحب ہرگز حق پر نہ تھے اور ان کے پاس حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کا کچھ بھی ثبوت موجود نہیں تھا۔ اگر ہوتا تو ضرور پیش کرتے بلکہ انھوں نے بجائے حیات ممات مسیح ابن مریم سے ایک نامعقول حیلوں کے ساتھ گریز کر کے وقت کو ٹالدیا۔ اگر مولوی صاحب اس بحث میں قرآن مجید سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زندہ بجسد عنصری آسمان پر اٹھایا جانا۔ اور پھر آسمان سے زمین پر واپس تشریف لانا ثابت کر دیتے تو حضرت مرزا صاحب کے سب دعاوی خود بخود غلط ثابت ہو جاتے۔ کیونکہ انھوں نے قرآن شریف کی چند آیات سے ثابت کیا تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے۔ اور مولوی صاحب قرآن مجید سے ان کی حیات ثابت کر دیتے تو اول تو مرزا صاحب کا قرآن مجید کی ان آیات کے غلط معنی کرنے کا حال چمکتا ہے بخوبی روشن ہو جاتا۔

دوم مرزا صاحب کا یہ قول کہ مجھ کو الہام کے ذریعہ خبر دیگئی ہے کہ مسیح موعود میں ہوں مگر جبکہ مولوی صاحب قرآن شریف سے یہ ثابت کر دیتے کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم زندہ آسمان پر اٹھائے گئے اور وہی پھر دنیا میں آوینگے۔ تو حضرت مرزا صاحب کے ملہم اور مسیح موعود ہونے کا دعویٰ بھی خود بخود جھوٹا ثابت ہو جاتا۔ مگر سچ کا مقابلہ جھوٹ ہرگز نہیں کر سکتا۔ اسلئے مولوی صاحب ثبوت حیات مسیح علیہ السلام پیش کرنے سے معذور رہے بعد ش مینے ہر ایک طریق سے مرزا صاحب کے حالات کو جانچا۔ اور جب تحریک قاضی خواجہ علی صاحب ان کی تصنیفات کو بھی دیکھا۔ تو مجھ پر مرزا صاحب کا صادق ہونا ثابت ہو گیا۔

اول:۔ ۱۸۹۱ء میں مولوی محمد حسین صاحب کا باوجود ایک فاضل مشہور ہونے کے مرزا صاحب کی بحث میں عیسےٰ ؑ کی حیات کا کچھ ثبوت پیش نہ کرنا۔ اور ایسا ہی اُن کے اُستاد مولوی نذیر حسین صاحب دہلوی کا مرزا صاحب کی حیات و ممات مسیح علیہ السلام کی بحث سے گریز کرنا۔

(۲) مرزا صاحب کا یہ دعویٰ کہ ہم کو علم قرآن دیا گیا ہے اگر کوئی ہمارا مخالف قرآن شریف کی تفسیر ہمارے مقابلہ میں ہم سے بڑھ کر تو درکنار ہمارے برابر ہی لکھ سکے تو ہم اپنا کاذب ہونا مان لینگے۔ مگر کسی نے نہ لکھی۔

(۳) مرزا صاحب کا یہ دعویٰ کہ ہمکو خدا تعالیٰ نے مستجاب الدعوات کیا ہے۔ ہمارے مخالف چند مصیبت زدہ جمع کرکے اُن کے مصائب کے دفعیہ کے لئے۔ اُن میں سے نصف مصیبت زدوں کے لئے وہ اور نصف کیلئے ہم خدا تعالیٰ سے دعا کریں۔ اگر قبولیت دعا میں وہ ہمارے برابر نکلے تو ہم اپنا حق پر نہ ہونا مان لینگے مگر مخالفین میں سے کسی صوفی یا عالم نے اس آزمائش کے لئے بھی قدم میدان میں نہ رکھا۔

(۴) مرزا صاحب نے اس بات کا اقرار کیا کہ اگر کوئی مخالف قرآن شریف و احادیث صحیحہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مع جسد العنصری آسمان پر زندہ اُٹھایا جانا۔ اور انھیں کا پھر دنیا میں واپس تشریف لانا ثابت کردے۔ جیسا کہ ہم نے قرآن شریف و احادیث سے فوت ہونا ثابت کردیا ہے۔ تو ہم اپنے دعوے کا جھوٹا ہونا تسلیم کرلینگے بلکہ اپنی وہ کتابیں جن میں وفات مسیح کا مضمون ہے جلا دینگے۔ لیکن کسی مخالف نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زندہ آسمان پر اُٹھایا جانا اور پھر انکھیں کا واپس دنیا میں تشریف لانا قرآن شریف و احادیث سے ثابت کرکے نہیں دکھایا۔

(۵) مرزا صاحب کا یہ دعویٰ کہ ہمکو علم عربی میں اسوقت کے کل علماء سے خدا تعالیٰ نے سبقت دی ہے۔ اگر کوئی مخالف ہمارے رسائل عربی کے ہم پلہ فصیح و بلیغ عربی میں کوئی کتاب لکھ کر دکھا دے تو ہم اپنے آپ کو آئندہ سچا تصور نہیں کرینگے۔ بلکہ اس کو انعام کثیر دینے کا وعدہ کیا۔ مگر کسی مخالف نے کوئی کتاب عربی میں لکھ کر پیش کرنا کجا دکھائی۔

(۶) مرزا صاحب کا لضاری اور آریہ وغیرہ مذاہب باطلہ کی تردید میں ایسے دلائل پیش کرنا جو پہلے کسی آنکھ نے دیکھے نہ کسی کان نے سُنے۔

(۷) مرزا صاحب کی پیش گوئیوں کا پورا ہونا۔

(۸) ہزارہا فاضل جلیل القدر محققین و صوفیا و صالحین و ایم اے۔ و بی۔ اے وغیرہ کا مرزا صاحب کے دست مبارک پر بیعت کرنا۔

(۹) مرزا صاحب کا خلق محمدی و کلام معجز بیان میں تسخیر کی تاثیر کا ہونا۔

پس ان دلائل سے میرے دل میں یقین کا نور بھر گیا۔ کہ حضرت مرزا صاحب ضرور مسیح موعود و مہدی مسعود ہیں۔ حکم۔ مصلح۔ مجدد و محدث اور اپنے ہر ایک دعوے میں صادق ہیں۔ اور نیز جو خیالات فاسد حضرت امام اعظم صاحب و اولیاء کرام رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کی نسبت حضرات مقلدین و غیر مقلدین کی تصانیف کی بدولت میرے دل میں جاگزیں تھے۔ وہ یک لخت موقوف ہوگئے اور علاوہ بریں مولویوں کا ایک دوسرے کی تردید و تکفیر میں فتویٰ دینے کا راز سورۂ جمعہ کی آیت واٰخرین منھم لما یلحقوا بھم پر غور کرنے اور نیز حدیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے دیکھنے سے بخوبی منکشف ہوگیا کہ ضرور ایمان دنیا سے اُٹھ کر ثریا کے نزدیک جا چکا تھا۔ اسلئے مولویوں کا ایک دوسرے کی نسبت ایسا کہنا بالکل صحیح تھا۔ الحمد للہ کہ حسب وعدہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابنائے فارس میں سے ایک آدمی یعنی مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود نے پھر ایمان ثریا سے واپس لاکر اپنے قبضے میں کرلیا اور اپنی جماعت کو جو مصداق آیت واٰخرین منھم لما یلحقوا بھم کی ہے اس کو بھی ایمان سے مالا مال کرکے تعلیم نبوی دیتے ہیں۔ پس جو خیال تھا کہ تقلید غیر مقلد شیعہ سنی تینوں تو ایک دوسرے کے نزدیک مسلمان ہی نہیں۔ تو پھر مسلمان کون ہے؟ یہ معلوم ہوا کہ درحقیقت یہ پاک جماعت حضرت مسیح موعود کی مسلمان ہے اور پھر آخر کار میں نے خود قادیان تشریف جاکر ۲۵ دسمبر ۱۸۹۵ء کو خلیفۃ اللہ حضرت مرزا صاحب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دست مبارک پر بیعت کرکے سعادت دارین حاصل کی۔ میں دعا کرتا ہوں کہ مجھ کو خدا تعالیٰ اس مسیح کے خادموں میں دنیا و آخرت میں رکھے آمین ثم آمین (راقم خاکسار شیخ حمید الدین احمدی خادم حضرت مسیح موعود علیہ السلام از جماعت لودیانہ ۱۰ جنوری ۱۹۰۱ء)

سیّد انعام اللہ شاہ صاحب مرحوم

سید صاحب کی وفات کے تذکرے سلسلہ کے اخبارات کے علاوہ پنجاب کے اکثر ہندو مسلم اخبارات میں آچکے ہیں۔ الحکم میں میں نے وعدہ کیا تھا کہ ان کے متعلق کچھ لکھوں گا۔ میں ان کی حرم محترم کا شکر گزار ہوں جنہوں نے کچھ حالات لکھ کر ارسال کئے ہیں۔ ان کو شائع کرکے میں کسی قدر اس فرض سے سبکدوش ہوتا ہوں۔ (ایڈیٹر)

سید انعام اللہ شاہ صاحب مرحوم و مغفور سیالکوٹ میں پیدا ہوئے اور وہیں ان کی تربیت ہوئی۔ انھوں نے اپنی تعلیم قادیان میں ہی شروع کی اور یہاں ہی ختم کیا۔ تعلیم ختم کرنے کے بعد ۱۹۱۲ء میں گلٹ ٹیس ایکٹ سپیلسٹ بننے کے لئے انگلینڈ تشریف لیگئے اور وہاں سات ماہ کے قلیل عرصہ میں سارا کام سیکھ کر واپس تشریف لاکر گلٹ ٹیس ایکٹ کا کارخانہ جاری کیا۔ ہندوستان بھر میں انکے کارخانہ کی دھوم تھی۔ مگر آہستہ آہستہ ان کے اپنے ہی مزدوروں کی وجہ سے کارخانہ کا کام بند ہوگیا۔ اور اس کے بعد انھوں نے یہ کارخانہ اپنے بھائیوں کے سپرد کردیا۔ مگر وہ اس کارخانہ کو چلا نہ سکے۔

اس کے بعد مرحوم نے اخبار دور جدید لاہور سے جاری کیا مرحوم خود زمیندار تھے اور زمینداروں کی طبیعت خواہی ہر وقت چاہتے تھے۔ اس لئے انھوں نے زمینداروں کے مفاد کی خاطر دور جدید شائع کیا۔ دور جدید میں زمینداروں کی حالت اور زمینداروں کی اصلاح کے متعلق میٹیریل پیش کیا جاتا رہا ہے۔ اگرچہ اس اخبار کے جاری کرنے میں اُن کو اپنی تمام جائیداد بھی خرچ کرنے پڑی۔ تاہم انھوں نے اس کام کو جاری رکھا۔ آنریبل سر چوہدری ظفر اللہ خان صاحب نے ان کی امداد کی اور ان کے ساتھ برادرانہ سلوک کرکے ان کے اخبار کو زمینداروں کے لئے بہترین ثابت ہوا تھا ہر ممکن امداد کی۔

اخبار دور جدید کے ساتھ ساتھ ہی مرحوم نے اردو زبان کی ترقی کے لئے ایک اور قدم اُٹھایا۔ اور اردو کے ٹائپ کو مروج کیا۔ اخبار دور جدید اسی ٹائپ پر شائع ہوتا رہا۔ مرحوم ٹائپ کے سلسلہ میں ہی حیدر آباد گئے تھے اور وہیں داعی اجل کو لبیک کہا۔ مرحوم حیدر آباد جاکر گرمی کی وجہ سے وفات پاگئے

انا للہ وانا الیہ راجعون

جوش تبلیغ

جب مرحوم تعلیم سے فارغ ہوکر گلٹ کا کام سیکھنے کے لئے انگلینڈ گئے۔ تو انگلینڈ میں بھی تبلیغ کرتے رہے۔ اور جہاں کام سیکھتے تھے اُن اُستادوں کو بھی تبلیغ کرتے رہتے۔ بعد میں لاہور آکر ہر ہفتہ عام طور پر دعوت دیتے اور تبلیغ کرتے۔ ان کی وجہ سے کئی احباب سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔

موت کی یاد

مرحوم ہر وقت موت کو یاد رکھا کرتے تھے اور سارے کنبے کو جمع کرکے ان کو درس قرآن کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کوئی کتاب سنانے کے بعد ان کو نصائح کرتے اور کہتے کہ نیکی کرو۔ کیونکہ معلوم نہیں کہ موت کب آجائے۔ اسلئے نیکی کرو اور اللہ تعالیٰ سے دعا کیا کرو۔

مرحوم کی یادگار

مرحوم کی یادگار ان کے تین چھوٹے چھوٹے بچے ہیں سب سے بڑا لڑکا محمود انعام ہے جس کی عمر گیارہ سال ہے۔ اور دو چھوٹی چھوٹی لڑکیاں شوکت و ثروت ہیں جن کی عمر سال و سات سال ہے اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ان بچوں کی حفاظت کرے اور ان کو مرحوم کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

آسماں تیری لحد پر شبنم افشانی کرے
سبزۂ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

شکریہ

میں ان تمام بھائیوں۔ بہنوں۔ مجلسوں۔ لیگوں جماعتوں۔ اخباروں۔ رسالوں۔ میگزینوں کا شکریہ ادا کرتی ہوں۔ جنھوں نے بذریعہ اخبار۔ بذریعہ ریزولیوشنز اور بذریعہ خطا یا تار اظہار ہمدردی کیا۔ کیونکہ فرداً فرداً جواب دینے سے قاصر ہوں اُمید کہ وہ مجھے معاف فرمائینگے (مخدومہ ممتاز جہاں بیگم کوٹھی دار السلام۔ قادیان)

THE STARHOSIERY WORKS L. T. D. QADIAN

قومی تجارت فروغ

دینے کے لئے

دی سٹار ہوزری ورکس لمیٹیڈ کے حصص خرید فرمائیں۔ قیمت فی حصہ دس روپیہ ہے جو مندرجہ ذیل طریق پر قابل ادا ہیں۔

درخواست کے ہمراہ ..... دو روپے فی حصہ
تخصیص حصص ..... تین روپے فی حصہ
مطالبہ اول دو روپے آٹھ آنے کی ان سردو مطالبوں میں
مطالبہ ثانی " " کم از کم تین ماہ کا وقفہ ہوگا

مزید معلومات کے لئے دفتر سے خط و کتابت فرمائیں

خادم

جنرل مینیجر دی سٹار ہوزری ورکس لمیٹیڈ قادیان پنجاب